اخلاق کا جادو

محسن پرویز
پیلی حویلی چوک، کامٹی (مہاراشٹر)

شہر سے دور گاؤں میں ایک چھوٹے سے گھر میں ایک بزرگ رہتے تھے جو مذہبی عقائد، خوش اطوار، اخلاق وعادات سے لبریز شخصیت کے مالک تھے۔ ان کا ہر عمل ہر فرد کے لیے ایک دعوت تھا غرض ان کے شب وروز عبادت و ریاضت کا مجموعہ ہوا کرتے تھے۔

گاؤں کی فضا میں مکمل سناٹا چھایا ہوا تھا۔ چاند اپنی روشنی کا دیا لیے ہوئے پورے گاؤں کی زمین پر چاندی کی چادر ڈھانپ رہا تھا اور بادلوں کی اٹکھیلیاں اس چادر پر اپنے تاثرات بکھیر رہی تھیں۔ قدرت کا یہ نظارہ دیکھتے ہی بنتا تھا۔

سامنے مکان کا دروازہ پوری طرح سے کھلا ہوا تھا گویا وہ کسی کا منتظر تھا اور کسی بھی راہ گیر کو اپنی طرف راغب کرسکتا تھا۔ مکان سے نکلتی ہوئی ٹمٹماتے ہوئے چراغ کی روشنی چاندنی رات میں بھلی معلوم ہو رہی تھی۔ آدھی رات کے قریب ایک شخص کا گزر اس طرف ہوا۔ خوبصورت ماحول سے یہ شخص بھی راہ چلتے اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس کا دل بھی اس مکان میں داخل ہونے کے لیے مچل گیا اور ہمت کر کے وہ اس مکان میں کچھ گھبرایا وہڑ بڑایا ہوا داخل ہو گیا۔ چراغ کی مدھم سی روشنی میں ایک بزرگ اپنے مطالعے میں مشغول تھے۔ مطالعے کے انہماک سے کسی کی آہٹ کا احساس تک نہ ہوا اور وہ مصروف مطالعہ ہی رہے۔ کچھ دیر کے بعد فراغت ہوئی تو اپنے سامنے اس شخص کو حیرت زدہ پایا۔

''تم کون ہو بھائی؟''

جواب ملا ''ایک مسافر ہوں''۔

''سفر سے تھک گیا ہوں۔ کچھ آرام کرنا چاہتا ہوں''۔

بزرگ نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا وہاں پانی ہے جاؤ منھ ہاتھ دھولو تھکن کم ہو جائے گی۔

اس کے واپس آنے تک بزرگ نے دسترخوان سجالیا تھا تاکہ مسافر مہمان کی کچھ خاطر مدارت کی جاسکے۔ کھانا کھاتے وقت مسافر کا نام پوچھا، کچھ رسمی باتیں کیں اور آرام کے تقاضا کو جانتے ہوئے مسافر کو بستر مہیا کرایا۔ تھکن کی وجہ سے وہ شخص جلد ہی سو گیا اور بزرگ اپنے مطالعے اور عبادت میں دیر رات تک مشغول رہے۔

صبح کو آنکھ کھلی تب تک سورج اپنی روشنی بکھیر چکا تھیں۔ چڑیاں صحن میں شور مچاتی اپنی آبادی وآزادی کا اعلان کر رہی تھیں۔ کھیت کھلیان کی طرف جاتے بیلوں کے گلوں کی گھنٹیاں اپنے میٹھے سروں سے گاؤں کی فضا کو سنگیت مے بنا رہی تھی۔ گاؤں کی عورتیں بچوں کو سنبھالے کنویں سے پانی بھرنے میں مشغول تھیں۔ ایک عجیب سا خوش کن شور فضا میں گھل رہا تھا جس سے وہ شخص پوری طرح لطف اندوز ہو رہا تھا۔

باہر سے بزرگ کو آتا دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا۔ ہاتھوں

کی تھیلیوں سے سبزیاں باہر جھانک رہی تھیں گویا وہ بھی ماحول سے لطف اندوز ہو رہی تھیں۔ خیر یہ تو روز کا معمول تھا۔ بزرگ نے مسافر کا حال دریافت کیا اور ناشتے کی پیشکش کی۔ پھر کچھ دیر گپ شپ کے بعد دونوں گاؤں گھومنے نکل پڑے۔ کھیت کھلیان دیکھے، ندی کے گھاٹ پر کچھ وقت گزارا۔ بچوں کے مدرسے دیکھے۔ راستے بھر بچوں، عورتوں اور بوڑھوں سے بزرگ نے باتیں کیں، حال دریافت کئے اور اپنے گھر کو روانہ ہوگئے۔ مسافر بھی محظوظ ہوتا رہا۔ بزرگ نے بتایا کہ انھیں دوپہر کے وقت ایک چھوٹے سے گھر میں کچھ بچوں کو پڑھانے کے لیے جانا ہے۔ اس لیے کھانے وغیرہ سے فارغ ہو جائیں۔ مسافر گھر پر ہی آرام کرتا رہا۔

بزرگ نے اجازت لی اور اپنے کام پر چل دیے۔ دو گھنٹوں کے بعد واپس آئے، چائے کا انتظام کیا اور مسافر کو لے کر چہل قدمی کے لیے نکل پڑے۔ راستے میں اپنے علم و عمل کا مظاہرہ بھی کرتے رہے۔

شام ڈھلتے ہی اپنے گھر لوٹے، عبادت کے بعد ایک کتاب لے کر مطالعے میں مصروف ہوگئے۔ اس دوران گاؤں کے کچھ نوجوان اور بوڑھے بزرگ سے ملنے آئے وہ انہیں کتاب کے کچھ اسباق پڑھ کر سناتے اور اس کا مطلب سمجھاتے اور اس کا تعلق سماج سے جوڑتے۔ یہ شاید ان کا روزانہ کا معمول تھا۔ یہ دیکھ کر مسافر زبردست متاثر ہوا۔ اسے پتہ ہی نہیں چلا تین دن کس طرح گزر گئے۔

تین دن کے بعد بزرگ نے پھر پوچھا۔ ''تم کون ہو؟'' ''کہاں رہتے ہو؟'' اور ''کیا کرتے ہو؟'' مسافر اچانک سوال سے گھبرا گیا، لیکن سنبھلتے ہوئے جواب دیا۔ ''ایک غریب مسافر ہوں''۔ ''کام کی تلاش میں نکلا ہوں''۔ اگر آپ اجازت دیں تو کچھ دن آپ کے ساتھ گاؤں میں رہ لوں اور کچھ کام مل جائے تو پھر روانگی۔

دن گزرتے رہے۔ اب مسافر کو اپنے خوبصورت خواب سے باہر نکلنے کا احساس ہونے لگا۔ اب جاگتی آنکھوں سے اس نے گاؤں کی سیر کی، بزرگ کے گھر کو دیکھا۔ ایک شام گھر واپس نہیں آیا۔ صبح ہوگئی، دوپہر پھر شام، لیکن وہ واپس نہ آیا، بزرگ نے سمجھ لیا کہ وہ کسی کاروبار میں مصروف اپنی راہ ہولیا۔

کچھ دنوں کے بعد گاؤں میں ایک گاڑی آتی نظر آئی جس کے پیچھے گاؤں کے بچے شور مچاتے دوڑ رہے تھے۔ معمول کے مطابق بزرگ اپنے طالب علموں کے ساتھ علمی گفتگو میں مصروف تھے۔ گاڑی ان کے پاس رکی جس میں سے پولیس کے جوانوں کے ساتھ ایک شخص بھی اترا۔ جسے بزرگ نے فوراً پہچان لیا۔ ماجرا پوچھا۔ پولیس کے جوانوں نے بتایا کہ یہ ایک چور ہے اس کے پاس سے سونے کے کچھ قیمتی سامان ملے ہیں جو آپ کے ہیں جس کا اس نے اعتراف کیا ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟ بزرگ نے کہا ہاں یہ صحیح ہے، لیکن یہ چوری کے نہیں ہیں بلکہ میں نے روانہ ہوتے وقت تحفہ کے طور پر دیے تھے اس لیے آپ برائے مہربانی اسے چھوڑ دیں۔ وہ آزاد ہوگیا۔ بزرگ پھر تعلیم و تعلم میں مصروف ہوگئے۔ فراغت کے بعد مسافر نے بزرگ کے پاؤں پکڑے۔ رو رو کر اپنے گناہ کی معافی مانگی اور آئندہ صحیح اور نیک انسان بن کر زندگی گزارنے کا وعدہ کیا اور نئے عزائم کے ساتھ اپنے راستے چلا گیا۔ ○○